OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

عہدِ نبوی میں سفارت کاری کے اصول ومبادی کا تحقیقی جائزہ

The Elements of Diplomacy in The Prophetic Era

Mehreen Majeed
MS Scholar, Department of Islamic Studies, Govt Sadiq Collage Women Uninversity Bahawalpur.
Email: mehreenmajeed9296@gmail.com
ORCID: http://orcid.org/0009-0000-8631-899x

Dr. Sobia Khan
(Supervisor MS Thesis) Assistant Professor Department of Islamic Studies, Govt. Sadiq Collage Women University, Bahawalpur.
Email: sobiakousar.khan@gmail.com

Abstract

This Research is based on the Principles of diplomacy in early Islam. Diplomacy refers to a state and government that has to establish procedures, principles and rules for conducting its affairs with other states , governments and nations and for living together with them in the world. Holy Prophet used Diplomacy Principles for peaceful relatios. key values such as hounesty , justics and mutual respact.guided his approach. Holy Prophet is a great ambassador also. There is no precedent in the History of any previous religion in the World for sending correspondence to promote one's beliefs and ideology. These elements are very useful in present era and the need of the society.

Keywords: Treaty, Diplomacy, Ambassador, Elements.

تعارف:

اس دنیا میں کوئی بھی انسان اکیلا زندگی نہیں گزار سکتا۔ جب انسانوں نے مل جل کر رہنا شروع کیا تو خاندان وجود میں آئے جب لوگوں نے ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات استوار کرنا شروع کیے تو اس سے معاشرہ وجود میں آیا۔ جب لوگوں نے مختلف علاقوں میں رہنا شروع کیا تو اس سے ریاست وجود میں آئی جب دنیا میں بہت سی ریاستیں موجود میں آئیں تو انہوں نے آپس میں لین دین شروع کیے۔ جس سے سفارت کاری وجود میں آئی۔ دنیا کی تاریخ میں سفارت کاری کا اہم کردار رہا ہے۔ اسلام سے قبل ریاستوں کے درمیان سفارت کاری جاری تھی۔ لیکن جب اسلام نے سفارت کاری کے جو اصول وضوابط بیان کیے ان کی مثال نہیں ملتی۔ دین اسلام تمام نسل انسانی کی رہنمائی کے لیے آیا ہے۔ اسلام نے زندگی گزارنے کے جو اصول وضع کیے ان اصولوں پر عمل کر کے ایک بے مثال معاشرہ قائم کر سکتے ہیں۔

قرآن مجید:

"لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ "[1]

"دین میں کچھ زبردستی نہیں ہے۔"

جو قوم اسلام کے آفاقی اصولوں کو اپناتی ہے۔ وہ دنیا کی کامیاب ترین اقوام میں شامل ہو جاتی ہے۔

ارشادِ باری تعالی ہے:

" لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ "[2]

"بے شک تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔"

جہاں رسول اللہ نے طہارت سے لے کر معاشی، معاشرتی معاملات میں رہنمائی فرمائی۔ بنی نوح انسان کو سفارت کاری کے اصول ومبادی و ضوابط بھی سکھائے بلکہ آپ نے ان اصولوں پر عمل کر کے دکھایا۔ آپ کی زندگی تمام انسانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ ﷺ تاریخ کے وہ پہلے بین الاقوامی شخصیت ہیں جنہوں نے بین الاقوامی تعلقات کو استوار کیا اور ان تعلقات کو مضبوط رکھنے کے لیے جو اصول بیان کیے گئے ان کو نافذ العمل بھی کیا رسول اللہ کی شخصیت جامع صفات الکمال ہے۔ آپ نے معاشرتی سیاسی زندگی کی تنظیم وترتیب فرمائی۔[3]

ہادی عالم نے ان سفارت کاری کے اصولوں کی بنا پر مٹھی بھر مسلمانوں کے ذریعے ایک مضبوط اسلامی معاشرے کی بنیاد رکھی۔ جس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی تگ ودو کر کے مدینہ کے مختلف عناصر کو چند ماہ کے اندر دستوری معاہدات کے تحت جمع کیا اور ارد گرد کے قبائل کے ساتھ منصفانہ تعلقات قائم کیے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ محمد رسول اللہ کی ذات اقدس کائنات کی سب سے بڑی ہستی ہے۔ جنہوں نے کم وقت میں اسلام کا جھنڈا بلند کیا اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ کا بغور مطالعہ کریں تو ہمیں یہ معلوم ہو گا کہ زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے کہ جس پر اسلام نے روشنی نہ ڈالی ہو حضور اکرم نے جہاں مدینہ میں ہجرت کے بعد قبائل کے ساتھ معاہدات کیے وہاں انہوں نے خطوں کے ذریعے صلح نامے بھی بھیجے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلفاء راشدین نے بھی آپ کی سنت اور ان معاہدات کی روشنی میں تعلقات استوار کیے۔ ان کو اسلام کے سفارتی اصول ومبادی کا نام دیا گیا ہے۔

سفارت کاری کے معنی ومفہوم:

"سفارت عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ س ف ر ہے۔ یہ لفظ سفر سے مشتق ہے جس کے معنی سفر کے لیے نکلنا صاف کرنا اور روشن ہونا ہے "۔

"سفر اللعامۃ عن الراس الغبار عن الوجہ۔" [4]

"اس نے سر سے پگڑی اور چہرے سے پردہ ہٹایا۔"

لفظ سفارت کاری کو متقدر الفاظ کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ کہیں اس کو گفت وشنید تو بات چیت کے طور پر لیا جاتا ہے یعنی معاملات کو حل کرنا ہے سفارت کاری کے لیے انگریزی میں لفظ diplomacy استعمال ہوا ہے۔ جو یونانی لفظ ڈبلن سے ہے۔ جس کا مطلب خاتمہ ہے۔

سفارت کا مفہوم:

"میں نے لوگوں کے درمیان سے پردہ اٹھایا اور سفر کیا اور جو کچھ ان کے دل میں تھا سب کچھ کھول کر بیان کر ڈالا تاکہ ان کے درمیان صلح کرا دوں۔"[5]

سفارت کاری کے لیے متعدد اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں جیسے بات چیت کرنا گفتگو کرنا صلح کرنا اور ڈپلومیسی وغیرہ شامل ہیں۔

“The management of international relations by negotiation”[6]

"ڈپلومیسی گفت وشنید کے ذریعے بین الاقوامی تعلقات کا طریقہ کار ہے۔"

ڈپلومیسی ایک فن ہے جس کی اہمیت ہر دور میں مسلمہ ہے یعنی سفارتی تعلقات کے کوئی بھی ریاست مذاکرات نہیں کر سکتی۔ڈپلومیسی کا بین الاقوامی قانون کے ساتھ گہرا ربط ہے۔ سفارت کاری یونانی زبان کے لفظ Diploma سے نکلی ہے جس کا مطلب بادشاہ کی طرف سے جاری شدہ لپٹی ہوئی پسند کے ہیں جو کہ ایک سرکاری سند ہے جو کہ سفیر لے کر جاتا ہے۔ کہیں اس کو پیشہ کے طور پہ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

سفارت کی تعریف احمد عطیہ لکھتے ہیں:

"فهو اعلى مراتب السلک الربلوماسی، وهو رئيس بعثہ دبلو حاسية تعريف بالسفارة۔" [7]

"پس وہ ڈپلومیسی میں اعلیٰ مرتبہ پر ہوتا ہے۔جو سیاسی روابط کا رئیس ہوتا ہے اور سفارت کے نام پر پہچانا جاتا ہے۔"

ریاستوں کے درمیان امن وامان قائم رکھنے میں سفارت کاری اہم کردار ادا کرتی ہے اور اختلافات کو ختم کرنے کی گنجائش پیدا ہوتی ہے اور تعلقات مضبوط ہو جاتے ہیں غلط فہمی کا ازالہ ہوتا ہے۔

سفیر کا معنی ومفہوم:

سفیر لفظ کا مادہ س ف ر ہے۔ جیسے

"الصبح يسفر "[8]

"صبح روشن ہو گئی"

قدیم ترین دور کی مثالیں دیکھ لیں یا موجودہ دور ہر زمانے میں سفیر کا کردار اہم رہا ہے سفیر کے معنی شریف ذہن اور ماہر آدمی کے ہیں سفیر ہر دور میں قابل احترام ہے۔ عرب کے معاشرے میں بھی اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔اسلام سے پہلے بھی سفیر موجود تھے۔ لیکن ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ لیکن اسلام نے جو مقام سفیروں کو دیا ان کی اہمیت اپنی جگہ پر موجود ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے بحیثیت حکمران ایک روشن مثال ہیں۔ رسول اللہ بحیثیت حاکم، سربراہ، مملکت، قائد، رہبر اور بحیثیت سفیر کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا پیغام ان تمام بندوں کو پہنچایا اور بحیثیت سفیر اپنے فرائض سرانجام دیے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری زندگی نسل انسانی کے لیے رول ماڈل ہیں۔ رسول اللہ کے لغوی معنی وہ شخص جو پچھلے والے کی اخبار کی اتباع کرے عربی زبان میں سفیر کے

لیے لفظ رسول استعمال ہوا ہے سفیر کے معنی قاصد کے ہیں یعنی جو پیغام لے کر جائے۔

منظر بن ساوی لکھتے ہیں:

"ان الرسل قد اشنوا علیک خیر۔"[9]

"میرے رسول اور قسطوں نے تمہاری بہت تعریف کی ہے"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے بھی سفید دوسرے ملکوں کے بادشاہوں کے پاس جاتے تھے تو یوں ہی کہتے تھے:

"انَا رَسُولُ رَسُولِ اللّٰہِ"

"میں رسول کا سفیر اور قاصد ہوں۔"

سفیر دو ملکوں کے درمیان روابط برقرار رکھنے میں ایک پل کا کام کرتا ہے۔ اگر سفیر اچھا ہو گا تو ملک بھی ترقی کرے گا اسلام میں سفیروں کی بہت سی ذمہ داریاں اور فرائض بیان کیے گئے ہیں۔

سفیر کی ذمہ داریاں فرائض:

1. گفتگو کرنا سفارت کار کی اہم ذمہ داری گفتگو کے ذریعے معاملات کو حل کرنا۔
2. سفیر کا اہم کام حکمرانوں کے خطوط کو دوسرے ممالک کے حکمرانوں تک باحفاظت پہنچانا اور امانت کو اس کے درست مقام پر پہنچا دینا ہے۔
3. اصلاح کرنا قرآن مجید میں ہے:

"وَالصُّلۡحُ خَيۡرٌ"[10]

"اور صلح بہر حال بہتر ہے"

جنگ کے حالات میں صلح کی طرف قدم بڑھانا ہی کا بہتر ہے۔

4. **مذہب کی عکاسی:** سفیر چاہے مسلم ملک سے ہو یا غیر مسلم ملک سے وہ ہر حال میں اپنے مذہب کی نمائندگی کرتا ہے۔
5. **حالات سے باخبر:** سفیر کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ حالات سے باخبر ہو عہد جدید میں سفارت کاری بہت سی مشکلات کا شکار ہے سفیر کہیں نہ کہیں دھوکہ دینے میں مجبور ہے۔ مسلم سفیر کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ کہ نہ جھوٹ بولے بلکہ سچ کا ساتھ دیں اور دھوکے بازی سے بچتا رہے۔
6. باہمی تعاون قائم کرنا دین اسلام تعاون کو فروغ دیتا ہے نفرت کو ختم کرتا ہے تو ایک مسلم سفیر کا یہ فرض ہے کہ وہ باہمی تعاون کو قائم رکھے۔

سفارت کاری کا پس منظر:

سفارت کاری کی تاریخ قدیم ہے۔ قدیم زمانے سے ہی، قوموں اور لوگوں میں سفارت کاری مروج ہے۔ قدیم زمانے میں سفارت کاری ایک منظم شکل میں موجود نہیں لیکن سفارت کاری ایک جزوی عمل ہوتا تھا۔ سفیر کو وقتی طور پر ذمہ داریاں دی جاتی تھیں اور ذمہ داریاں ختم ہونے پر اسے سبکدوش کر دیا جاتا تھا۔ جیسے کوئی معاہدہ کرانا یا صلح کرانا وغیرہ لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ سفارت کاری ایک منظم شکل اختیار کر گئی۔ وقت اور حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے ممالک نے آپس میں تعلقات قائم کئے اور یہ تعلقات سفارت کاری کے ذریعے ہی ممکن ہوئے۔ سفارت کاری کے بارے مختلف قسم کی آراء پائی جاتی ہیں۔ ایک رائے میں سفارت کاری زمانہ قدیم سے رائج نہیں ہے۔ لیکن ایک اور رائے یہ ہے کہ سفارت کاری کی تاریخ رومن زمانے میں شروع ہوئی ہے۔ سفارت کاری ایک طویل عرصے سے جاری ہے۔ وقت کے مخصوص طریقوں اور قوانین کے مطابق، قبائلی اور انسانی جماعتوں کی تاریخ، اور قبائل موجود تھے، اور ان کی زندگی میں امن و مفاہمت کے معاہدے ہوئے۔ مشرق کی پرانی تہذیب ہمیں بتاتی ہے کہ فرعون اور میسوپوٹامیا کی تہذیبوں میں سفارت کاری کا سورج ابھرا۔ اس وقت مصر، شام، ملک فارس اور یہاں تک کہ ہندوستان کے بین الاقوامی تعلقات نے کامیابی میں خارجہ پالیسی کی ترقی کو انجام دیا۔ اس سے پہلے، دونوں اطراف کے میسنجر کے ذریعہ معاہدوں کے ذریعہ تمام مسائل حل کیے جاتے تھے۔"

" قدیم چین میں سفارت کاری ایک منظم اور فلسفیانہ بنیادوں پر قائم نظام تھا جو ہزاروں سال پر محیط چینی تاریخ میں اہم کردار ادا کرتا رہا۔ ژاؤ خاندان کے دور میں جب چین مختلف چھوٹی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا، اُس وقت بھی ریاستیں آپس میں مذاکرات، اتحاد اور دشمنی کے معاہدے کیا کرتی تھیں۔ چینی فلسفی کنفیوشس کی تعلیمات نے سفارت کاری میں اخلاق، رواداری اور عزت نفس جیسے اصولوں کو اہمیت دی، جبکہ سن زو نے سفارتی چالاکی اور حکمت عملی پر زور دیا۔ ہان خاندان کے دور میں چینی سفارت کاری نے بین الاقوامی سطح پر ترقی کی اور "سلک روڈ" کے ذریعے وسطی ایشیا، ایران اور روم تک چینی اثر و رسوخ پھیلایا۔ مشہور چینی سفیر ژانگ چیان نے مغربی دنیا سے تعلقات استوار کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ چین کا سفارتی نظام "خراجی نظام (Tributary System) "پر مبنی تھا، جس کے تحت دوسرے ممالک چینی شہنشاہ کو خراج پیش کرتے اور اس کے بدلے تجارتی و سیاسی سہولیات حاصل کرتے۔ یوں قدیم چین کی سفارت کاری محض سیاسی مفاد نہیں بلکہ تہذیبی اور اخلاقی اصولوں پر بھی مبنی تھی۔"

سفارت کاری کا قدیم زمانے میں اپنا مزاج اور طریقہ تھا لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا سفارت کاری میں بھی جدت کا عمل شروع ہو گیا۔ کیونکہ زمانہ قدیم میں نقل و حمل کے ذرائع محدود تھے اس لئے کسی قوم سے متعلق معلومات حاصل کرنا کافی مشکل کام تھا۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر معلومات حاصل کرنا کافی مشکل کام تھا۔ اس طرح کی معلومات حاصل کرنا صرف سفیر کے ذریعہ ہی ممکن تھا۔ "قدیم زمانے میں جب سفیر کوئی سفارتی عمل کو سرانجام رہنے کے لئے نکل پڑتا تو وہ سفارت کاری کے ساتھ بہت سی اہم چیزیں بھی اپنے ساتھ لے جاتا تھا جس میں "کتابیں نوادر اور قوموں سے متعلق ایسی اطلاعات بہم پہنچاتے جن کے حصول کا کوئی اور ذریعہ نہ تھا۔"

قدیم زمانے میں سفیر معینہ مدت کے لئے بھیجے جاتے اور کام سرانجام دینے کے بعد واپس آجاتے تھے۔

امیر علی نے(History of Saracens)میں لکھا ہے:

"مستقل سفیروں کا آغاز یورپ سے دو سو سال پہلے مسلمانوں میں ہوا۔"[11]

جب ایران کی طاقت ختم ہوئی اور طاقت روم کو بطور میراث مل گئی رومیوں نے اس بات پر زور دیا کہ تعلقات قائم کئے جائیں تعلقات چاہے طاقت کے بل بوتے پر ہوں یا پھر امن اور تعاون کے بل بوتے پر ہو جن حصوں میں بتوں کی پوجا ہوتی تھی رم ان کا بھی مالک بن گیا تھا۔اور روم کوشش کر رہا تھا کہ مختلف ممالک کے ساتھ تعلقات قائم کئے جائیں ملکوں کے آپس میں تعلقات کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ جب وہ کوئی سفیر یا قاصد دوسرے ملک بھیجتے تھے تو ان کے ساتھ تحائف کا تبادلہ بھی کرتے تھے۔اگر کسی ممالک کے سربراہان سے اچھے تعلقات قائم ہو جاتے تو ان کے ساتھ تعلقات کو رشتہ داریوں میں بھی بدل دیا کرتے۔سربراہان ایک دوسرے کی بیٹیوں سے شادی بھی کر لیا کرتے تھے۔

انسائکلوپیڈیا آف اسلام کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

عثمانی بادشاہوں کا خیال تھا کہ سولہویں صدی سے ابھرتے ہوئے یورپ کے ساتھ سفارت خانوں کا قیام عمل میں لا کر مستقل سزا کے ذریعے سے مسلسل سفارتی تعلقات کا تجربہ کیا جائے۔اور یورپی ریاستوں اور استنبول میں مشکل مشنری ادارے قائم کئے جائیں گے۔1792ء میں مسلم ثالث نے یورپ میں مستقل طور پر سکونتی سفارت خانے قائم کرنے کا فیصلہ کیا، چنانچہ سب سے پہلا سفارت خانہ 1793ء میں لندن میں کھولا گیا۔اس کے بعد آنا برلن اور پیرس میں بھی سفارت خانے کھولے گئے اور 1821ء میں یونانی جنگ آزادی کے خاتمے پر مکمل بند کر دیئے گئے۔[12]

اگر ہم سفارت کاری کی تاریخ کا بغور مطالعہ کریں تو ہمیں یہ معلوم ہوگا کہ جتنی ریاستوں اور حکومتوں کی تاریخ پرانی ہے اتنی ہی سفارت کاری کی تاریخ قدیم ہے جب انسانوں نے مل کر رہنا شروع کیا تو سفارت کاری کی ابتداء شروع ہوئی۔

"آہستہ آہستہ جب مختلف ممالک کے فاصلے ختم ہونے لگے اور سفر مشکل نہ رہا تو بہت ساری نایاب معلومات بھی حاصل ہونے لگیں۔ابن بطوطہ اور ابن جبیر جو کہ مشہور سیاح تھے انہوں نے جب مختلف ملکوں کا سفر کیا اور اپنے اس مشکل ترین سفروں میں جو معلومات ان کو حاصل ہوئیں، ان کی بناء پر ان کو پوری دنیا میں شہرت ملی۔اس دور میں سفیر بھی سیاحوں کی طرح پوری دنیا گھومتے تھے (جیسے شارلیمن کے سفیر) انہوں نے یقیناً اپنے آقاؤں اور درباریوں کو اپنے دیکھے ہوئے عجائبات کی کہانیاں سنائی ہوں گی یوں سفارتی روابط دوسرے مقاصد کے علاوہ مجلسی اور ثقافتی ارتقاء کا وسیلہ بھی بنتے ہونگے۔"[13]

قبل از اسلام عرب میں سفارت کاری کی ابتداء:

عرب نے ہر زمانے میں اپنی خداداد صلاحیت کا لوہا منوایا ہے چاہے وہ سیاسی میدان ہو، مذہبی، معاشی یا معاشرتی میدان ہو عرب نے سیاسی میدان میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی اہمیت کو پوری دنیا میں منوایا۔عرب ایک جزیرہ نما ہے۔جہاں کے رہنے والوں کو یہ

معلوم ہو چکا ہے کہ اپنے طرز زندگی کو بہتر بنانے کے لئے غیر ممالک کے لینے والوں سے میل جول بڑھانااور ان کے ساتھ تجارت کو فروغ دینا ضروری ہے۔ دوسرے ممالک کے ساتھ تجارتی تعلقات بڑھانے کے لئے سفارت کاری نے اہم کردار ادا کیا عرب میں تجارتی مال کی قدیم بڑی منڈیاں تھیں۔ عرب کی اقوام نے بحری راستوں سے غیر ملکوں کے ساتھ سفارتی و تجارتی تعلقات استوار کرنے کے لئے سفر شروع کیا۔ اندرونی عرب کے بحری راستے جو کہ بحر احمر کے اوپر صحرائے مسجد سے بچتا ہوا راستہ مکہ مکرمہ تک جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے مصر شام اور یمن کے درمیان بکہ بہت بڑی منڈی بن گیا۔ عرب کی تجارت مجازیوں میں خوب چلی خاص طور پر قریش نے جنوب میں یمن کا اور شمال میں شام کا تجارتی سفر شروع کیا۔

قرآن کریم میں عربوں کی ان تجارتی اسفار کو بیان کیا گیا ہے۔

"رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِ"[14]

"ان کو جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے سبب"

عرب کے لوگوں نے تجارت کے غرض سے دوسری اقوام سے تعلقات قائم کئے۔ اطراف عرب سے لوگ حجاز کے تجارتی اور مرکزیش شہر مکہ میں آتے اور ہر قسم کا ملکی اور غیر ملکی سامان آسانی سے حاصل کرتے۔ مکہ کا سب سے بڑا سالانہ بازار عکاظ میں ہوتا تھا جو طائف کے راستے میں ایام حج کے قریب لگتا تھا۔ اور اس کے قریب ایام حج میں ذوالمجاز کا بازار لگتا تھا اور مکہ سے تجارتی قافلے جاتے تھے۔

عہد جاہلیت میں قبیلہ قریش کے سفارت کے سفارتی سرگرمیوں میں سے ایک سرگرمی یہ تھی کہ جب ابراحہ نے خانہ کعبہ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی اور وہ انہدام کعبہ کے لئے مکہ کے اطراف میں پہنچ چکا تھا جس میں اس کا مقصد لوگوں کو حج بیت اللہ سے روکنا تھا۔ اس وقت چونکہ وہ یمن کا سردار خود تھا تو عبدالمطلب اپنے اونوں کے معاملے میں سفارت کاری کے غرض سے ان کے پاس گئے۔ علامہ ابن ہشام کے بقول:

"لو كأن عبد المطلب او سم الناس والحصوا علمهم لما ابرمه و جله و انتظمه وذكر منه من ان جى بله تودة و گروان از اواحد به چين من على در بره ملكيه عنز ابر حد من سريرة فجلس على سباطه، واجلسه من عليه الى طبابه ثم قال ترجمانه: قل له: ما جنگ افقال له ذلک انتر جهان: انتقال حاجتيان يرو على الملک حتى بصير اصا بحالى"

"ابرہہ نے عبدالمطلب کو داخل ہونے کی اجازت دی جب ابرہہ نے اس کو دیکھا تو اس کے دل میں اس کا رعب طاری ہوا اور اس کی تعظیم و تکریم کے واسطے دل مجبور ہوا کیونکہ عبدالمطلب نہایت خوبصورت اور وجیہہ آدم تھے اور اس واسطے نیچے بٹھانا نہ چاہا ہیں آپ نے تخت سے نیچے اتر کر عبدالمطلب کے ساتھ فرش پر بیٹھ گئے پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ عبدالمطلب سے اس کی درخواست دریافت کرے، ترجمان نے عبد المطلب سے دریافت کر کے بتایا کہ یہ اپنے دوسو اونٹ واپس لے جانے کی التماس کرتا ہے ابرہہ نے ترجمان سے کہا کہ عبدالمطلب کو بادشاہ کہتا ہے کہ میں تمہاری اس درخواست پر بڑا حیران ہوں تو اپنے اونٹوں کو دیئے جانے کی خواہش کرتا ہے اور اپنے مذہبی گھر کے بارے میں (جو تیرے آباء واجداد کا مقدس مقام ہے) کچھ کام نہیں کرتا اور اس کے نہ گرائے جانے کی سفارش نہیں کرتا عبدالمطلب نے کہا مجھے اس گھر سے

کوئی واسطہ نہیں جو اس کا رب ہے خود اس کی حفاظت کرے گا میں تو اونٹوں کا مالک ہوں اس واسطے انہیں کے واپس کیے جانے کی التجا کرتا ہوں۔"

کہ عبدالمطلب کی وہ کامیاب سفارت کاری تھی کہ انہوں نے اپنے اونٹوں کو واپس لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد ابرہہ نے کعبہ اللہ پر حملہ کیا مگر ناکام ہو گیا۔ یہ واقعہ آپ کی ولادت سے تقریباً 50 یا 55 روز قبل پیش آیا تھا۔ سد مارب پر ایک ایسا نقش دریافت ہوا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ 543 عیسوی میں جب ابرہہ نے حمیریوں کو شکست دے کر یمن میں پہلی عیسائی ریاست قائم کی تو مختلف ممالک کی طرف سے اسے پیغامات ارسال کئے گئے وہ نقش اس طرح سے ہے: ان کی طرف نجاشی اور فرمانروائے روم اور ایران کی طرف سے بھی سفار میں آئی۔ اور اس طرح سفارتی تعلقات وقت کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتے چلے گئے۔

اسلام سے پہلے سفارت کے فرائض حضرت سیدنا فاروق اعظم کے سپرد تھے۔[15]

صاحب الفاروق واضح کرتا ہے:

حضرت عمر فاروق چونکہ خاندان عدی سے تعلق رکھتے تھے ہمیں جو قبیلہ قریش کی ایک شاخ ہے زمانہ اسلام سے قبل ان کے جد اعلی وائی سفارت کے افسر تھے انہیں جب قریش کے ساتھ معاملہ پیش آتا تو یہ سفیر بن کر جایا کرتے تھے۔[16]

سفارت کاری کے حوالے سے مختلف قبائل میں وفود بھی بھیجے جاتے تھے۔ یہ وفود مختلف مقاصد کے لئے جاتے تھے مثال پر غامات کی ترسیل، مشورے دینا ایک دوسرے کی مدد کا معاہدہ کرنے کے لئے یا بادشاہوں یا قبائل کی شادی کی تقریبات ملے کرنے کے لئے خوبصورت اور نفیس تحائف پہنچانے کے لئے۔ اسلام سے پہلے ہی عربوں کے اندر ایک مضبوط سفارتی نظام رائج تھا یہی وجہ ہے کہ عربوں کے درمیان جتنی بھی جنگیں ہوئیں بعد میں سفارت کاری اور معاہدوں کے ذریعے مسائل کو حل کیا گیا اور یہ صرف اور صرف سفارت کاری کی بدولت ہی ممکن ہوا۔ جس طرح ظہور اسلام کے بعد عرب کے لوگوں کے زندگی کے دیگر شعبوں، سیاست، معاشرت اور اقتصادیات میں تبدیلیاں آئی اس طرح سفارت کاری کی تاریخ میں نہایت بنیادی قسم کی تبدیلیاں رونماء ہوئی۔

سفارت کاری کا تصور قرآن وسنت کی روشنی میں:

قرآن مجید دراصل انسانوں اور ان کے خدا کے درمیان ایک پیغام ہے جو کہ انسان کو زندگی گزارنے کے لئے اصول اور بنیادی تعلیمات فراہم کرتا ہے۔ جب آپ پر وحی نازل کی تو اس کے کچھ عرصے بعد تبلیغ کا حکم ہوا۔

اللہ تعالی نے رسول اللہ من الحرام کو حکم دیا کہ وہ للہ تعالی کا پیغام پوری دنیا میں پھیلا میں فترۃ الوحی کے بعد حکم ہوا۔

قرآن مجید میں ہے:

"يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ"[17]

"اے چادر میں لپٹنے والے اٹھو اور خبردار کرو۔"

رسول نے اپنے خاندان اور قبیلہ والوں کو اسلام کی دعوت دی۔

دنیا میں تمام تر طاقت کا سرچشمہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے وہ انسان ہو یا حیوان دنیا میں اقتدارِ اعلیٰ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ مالک ملکی ہے جس کو تمام کائنات کے اختیارات حاصل ہے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو تمام اختیارات بحیثیت آخری رسول عطا کئے اور آپ ﷺ نے بحیثیت سفیر یہ تمام اختیارات استعمال کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا پیغام پوری دنیا میں پھیلایا اور اتنے کم وقت میں پوری دنیا میں دین اسلام کا جھنڈا بلند کیا اور تمام لوگوں کو اسلام کے دائرے میں داخل کیا۔ جس مثال پوری دنیا میں نہیں ملتی۔

اسلام میں سفارت کاری کے اصول و مبادی:

رسول ﷺ کی حیات طیبہ ایک فرد کے لئے ذاتی زندگی میں مشعل راہ ہے اس ہی طرح ملک کے تناظر میں بھی سامان ہدایت موجود ہے۔ محمد ﷺ سلطنت کے حاکم تھے یہاں کئی اداروں کے ساتھ ملک کو بیرونی خطرات سے محفوظ کرنے کے لئے وزارت خارجہ بھی تشکیل دیا تھا۔ اور اس ہی کا ایک ادارہ سفارت خانہ بھی قائم کیا اور ان کے اصول وضوابط وضع کئے۔ اور یہ اصول ہر نئے انسان کے لئے ہدایت اور روشن چراغ کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔

اسلام نے سفارت کاری کے جو اصول و مبادی بیان کئے ان کی مثال دنیا میں نہیں ملتی غیر مسلم ممالک میں بھی ان اصولوں کو عزت و تکریم کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور تسلیم بھی کیا جاتا ہے۔ غیر مسلم ممالک کے جو اصول سفارت کاری سے متعلق تھے و محض کاروبار کے لئے تھے لیکن جو اسلام نے اصول وضوابط بتائے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اسلام کے اصولوں میں مشن سے محبت کرنا خبر کے جانے کے بعد تحقیق کرنا کسی پر الزام نہ لگانا آداب کا خیال رکھنا۔

یہ وہ اصول وضوابط ہیں جو کہ اسلام نے پوری دنیا میں متعارف کرائے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ "[18]

"آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلائیں اور اگر بحث آن پڑے تو ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بحث کریں کہ ان میں شرک و خشونت نہ ہو۔"

سورۃ النحل میں جو دعوت کے اسلامی اصول بیان کئے گئے ہیں جو بھی سفیر پیغام لے کر آئے تو اس کے علم پہ دسترس ہو۔ اور اس کی گفتگو کا انداز بیان معلوم ہو۔ اچھی نصیحتوں کے ذریعے اور اچھے طریقے سے بحث و مباحثہ کرے۔ یہ وہ اسلام کی تعلیمات ہیں جو کہ ایک مسلم سفیر اور غیر مسلم سفیر میں فرق کرنے والی ہے۔ مسلم سفراء کو چاہیے کہ وہ ان اسلامی اصولوں کو مد نظر رکھ کر سفارت کاری سرانجام دے اور اپنے ملک کو پوری دنیا میں سربلند کرے۔ ایک سفیر ہی اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے ملک کا نام روشن کرتا ہے۔ ان اسلامی اصول وضوابط کی پاسداری کے ذریعے ایک بہترین سفارت کاری سرانجام پاتی ہے۔

(1) تکمیل مشن:

حکومت سفیر کے ذمہ جو کام لگاتی ہے سفیر کا یہ کام ہے کہ وہ بغیر کسی خوف و خطر کے اس کام کو سرانجام دے۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ " [9]

"جس چیز کا تمہیں حکم دیا جارہاہے اس کو کھول کھول کر بیان کرو۔"

اللہ تعالی نے بنی نوح انسان کے ذمے جو کام لگایا وہ اس کو مکمل کریں اور کھول کر بیان کردیں سفیر کے بھی یہی ذمے ہے کہ جو کام ان کے ذمے لگایا جائے اس کو بجالائیں۔

(2) قومی مذہبی مفادات کا تحفظ:

سفارت کاری کا اہم اور بنیادی اصول قومی مفادات کا تحفظ ہے ہر ملک کا سفیر دوسرے ممالک کے دورے کرتا ہے۔جس کا مقصد سفارتی تعلقات استوار کرنا ہے مسلم ممالک کے سفراء اسلامی تعلیمات کو مد نظر رکھتے ہیں اور سفارتی تعلقات قائم کرتے ہیں۔

(3) جامع حکمت عملی:

سفارت کاری میں واضح اور جامع حکمت عملی اختیار کرنی چاہیے بین الاقوامی تعلقات کے قیام میں بھی شہریوں کے حقوق کا تحفظ اور اسلام کے مذہبی اصولوں کو مد نظر رکھنا چاہیے اگر ہم تاریخ کا بغور مطالعہ کریں تو یہی معلوم ہوگا کہ قدیم زمانے میں نہ تو سائنس اور ٹیکنالوجی تھی نہ وسائل تھے۔لیکن پھر بھی اتنے کم عرصے میں اسلام دنیا کے کونے کونے پہنچا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے بہترین انسان ہیں۔بلکہ دنیا کے بہترین سفارت کار ہیں۔جنہوں نے اسلام کے سفارتی اصول پوری دنیا میں متعارف کروائے۔

(4) مختصر اور جامع خطوط:

خطوط ہر دور میں اہمیت کے حامل ہیں آپ نے جتنے بھی حکمرانوں اور بادشاہوں کو خطوط بھیجے وہ مختصر اور جامع تھے جیسے رسول اللہ نے ایک خاص فقرہ لکھوایا

"اسلم تسلیم "

"اسلام قبول کرلو بچ جاؤگے۔"

محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو خطوط بھیجتے تھے ان پر مہر لگی ہوتی تھی جن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ خط حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھیجا گیا ہے مختصر اور جامع الفاظ کا چناؤ کرنا چاہیے ہمیشہ خط کے الفاظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا لکھنے والا کیسا ہے بحیثیت مسلم سفیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مختصر اور خوش خطی کے ساتھ خط لکھا جائے۔

(5) عمدہ وزراء اور قیادت سے مشاورت:

اللہ تعالی نے باہمی مشاورت پر زور دیا ہے کامیاب زندگی گزارنے کے لیے مشاورت کو اپنانا چاہیے سفارت کاری کے شعبہ میں مشورہ بہت

زیادہ اہمیت کا حامل ہے اس کے بغیر سفارت کاری کا تصور ممکن نہیں مشاورت کے ساتھ ہی عہد نبی کے تمام امور طے پاتے ہیں۔

6) راز کی حفاظت اور دیانتداری:

اسلام کی صفات کاری کے اصولوں میں یہ بات واضح ہے کہ راز کو راز ہی رکھا جائے ریاست کے جو داخلے عناصر ہوں ان کو بیرونی عناصر سے چھپانا چاہیے دین اسلام تمام مسلمانوں کو دیانتداری کے ساتھ راز چھپانے کا حکم دیتا ہے دیانت داری ایک ایسا اصول ہے جو مسلم سفارت کاری اور غیر مسلم سفارت کاری میں فرق کرنا سکھاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت اور ماڈل ان اصولوں پر امر عمل کر کے دکھایا انہوں نے زندگی کے ہر شعبے میں چاہے مذہبی ہو معاشی ہو معاشرتی ثقافتی ائلی زندگی سیاست ہر شعبہ ہائے زندگی میں رول ماڈل بن کر دکھایا اپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام نے بھی اپ کی سیرت کی روشنی میں یہ اصول پوری دنیا میں متعارف کرائے

7) خبر کی تحقیق:

سفارت کاری کے اصولوں میں ایک اصول قبر کی تحقیق کرنا بھی ہے اللہ تعالی نے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی اس بات کا حکم دیا ہے کہ بغیر تحقیق کے کام شروع نہ کیا جائے ہر کام شروع کرنے سے پہلے بات کی جڑ تک پہنچا جائے عہد نبوی میں بھی بہت سے موقعوں پر جھوٹی خبریں پھیلائی گئیں لیکن مسلمانوں نے بغیر کسی تحقیق کے کوئی جنگ شروع نہ کی

8) خلوص نیت اور وفاداری

رسالت اور سفارت ایک ایسا مقدس کام ہے جس میں ادمی کو جب تک اپنے کام سے وفادار نہ ہو وہ اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر سکتا

"انما الاعمال بالنیات"[20]

"اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔"

مسلم سفیر کو ہمیشہ خالص نیت کے ساتھ ڈپلومیسی کرنا چاہیے اور اپنے پیشے سے محبت کرنی چاہیے خلوص نیت کے ساتھ یہ فریضہ سرانجام دینا چاہیے

نبی اکرم ﷺ نے خلوص نیت اور محبت کے ساتھ سفارت کاری کر کے دکھائی کہ کس طرح میں سفارت کاری کو اسلامی اصولوں کے مطابق کرنا چاہیے اور اس طرح مسلمان کامیاب سفارت کاری کر سکتے ہیں

9) مدلل دلائل:

سفیر ہمیشہ وہ بات بیان کرتا ہے جس کی وہ دلیل بھی ثابت کرے سفیر جب کسی دوسرے مملکت میں پیغام لے کر جاتا ہے تو اس کو دلیل کے ذریعے قائل بھی کرتا ہے اگر ہم اسلامی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ آپ ﷺ نے جتنے بھی سفراء روانہ کیے ان کو یہی اصول سکھائے کہ کس طرح اسلام کی دعوت دینی ہے اور اپنی طرف قائل کرنا ہے۔ آپ کے سفراء حضرت سلیط بن عمرو، حضرت عمر بن العاص ،حضرت علاء بن حضرمی، حضرت حاتب بن ابی بلتعہ حضرت داحیہ قلبی کامیاب سفارت کاری کے فرائض سرانجام دیے موجودہ دور میں سفراء

جو ذمہ داریاں ہیں وہ بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ بغیر دلیل کے بات کرنا کم عقلی ہے مسلم سفرا کو چاہیے کہ وہ عقل سے بات کریں۔

عہد نبوی میں سفارت کاری / رسول اللہ صلی اہم بحیثیت سفارت کار:

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کیونکہ ساری دنیا کے لئے تھی۔ تو اللہ تعالی نے رسول اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اسلام کی تبلیغ شروع کرے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسالت کا اصل مقصد تبلیغ ہی ہے کہ اللہ تعالی کا پیغام پوری دنیا میں پھیلا دینا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ"[21]

"اے پیغمبر تیرے پروردگار کی طرف سے تم پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے تبلیغ کر دیجئے اور گر تم نے ایسا نہ کیا تو تم نے خدا کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔"

آقا کریم ﷺ نے ابتداء میں اسلام کی تبلیغ خفیہ طور پر کی اور آہستہ آہستہ جب لوگ مسلمان ہونا شروع ہوئے اور رسول اللہ صلی ﷺ نے ا سنہ تا 3 نبوی تک اسلام کی خفیہ تبلیغ کی اور جان پہچان کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ جو کہ آپ کی زوجہ تھیں ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو کہ آپ کی آغوش میں محبت پائی اور حضرت زید جو کہ آپ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان تمام لوگوں نے پیغام حق کو قبول کیا۔ خفیہ تبلیغ کے بعد اعلانیہ تبلیغ 14 نبوی میں شروع کی۔ اللہ تعالی کی طرف سے حکم ہوا۔

"فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ"[22]

"آپ کے پاس اللہ تعالی کی طرف سے جو وحی آئی ہے اس کو واشگاف بیان کرو۔"

جس کی مثال رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔

خاتم النبیین ﷺ کے سفراء:

رسول اللہ ﷺ نے جب اسلام پوری دنیا میں پھیلا دیا اور مدینہ میں ریاست قائم کی۔ تو سلطنت اسلام بڑھنے لگی۔ تو رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داریاں بھی بڑھ گئیں تو آپ ﷺ نے کچھ صحابہ کے ذمہ سفارتی سرگرمیاں بھی لگا دیں اور انہیں دوسرے ممالک میں سفارت کرنے کے غرض سے روانہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے بہت سے صحابہ کرام کو سفیر مقرر کیا۔ اگر ہم عہد نبوی میں سفیروں کا مطالعہ کریں تو ہمیں یہ معلوم ہو گا کہ تقریباً بیالیس سفیروں کی خدمات کا پتہ چلتا ہے۔

1. تاریخ اسلام کے پہلے سفیر حضرت جعفر بن ابی طالب:

جنہیں 5ھ میں حبشہ کی طرف سفیر بنا کر بھیجا گیا حضرت جعفر نے نجاشی کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خط دیا نجاشی نے آپ ﷺ کا خط پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔

2. حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی:

"حضرت داحیہ کلبی سب سے مشہور اور خوبصورت صحابہ کرام میں شمار ہوتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام کبھی کبھار حضرت داحیہ کلبی کی شکل میں وحی لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے۔ حضرت دحیہ کلبی نہایت خوبصورت تھے۔"[23]

سیرت نگاروں نے حضرت دحیہ کلبی کی خوبصورتی کے بارے میں کچھ یوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ حضرت داحیہ کلبی کی خوبصورتی کی تعریف فرماتے:

"كان جبرائيل يا تيني دحيه كلبی على صورة دحيه الكلبي وكان روحيه جلا جميلا "[24]

"جبرائیل میرے پاس دحیہ کلبی کی شکل وصورت میں آیا کرتے تھے۔اور دحیہ ایک خوبصورت شخص تھا۔"

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو قیصر روم ہر قل کی طرف 6 ہجری کے اواخر میں بھیجا گیا۔ ہر قل نے کہا کہ آپ کی صفات بیان کرو تو آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صفات بیان کیں لیکن اسلام قبول نہ کیا۔

3. حضرت عمرو بن امیہ کنائی:

حضرت عمرو بن امیہ کنانی نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی ثانی کو 6 ہجری کے اواخر میں نبی کریم ﷺ کا خط دیا۔ اس نے خط لے کر اپنی آنکھوں پر رکھا تخت سے نیچے اتر کر بیٹھ گیا اور جعفر بن ابی طالب کی موجودگی میں اسلام قبول کیا۔

4. حضرت حاطب بن ابی بلتعہ:

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کی کنیت ابو محمد یا او عبداللہ تھی۔ یمن سے تعلق رکھتے تھے حضرت حاطب مکہ معظمہ میں اناج کے تاجر تھے زمانہ جاہلیت میں قریش کے شہ سوار مانے جاتے تھے۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ تمام غزوات میں شریک ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو مصر کے حکمران مقوقس کے پاس بھیجا۔ بحیثیت سفیر انہوں نے اپنی فہم فراست حاضر وافی اور دانش مندی سے مقوقس کو حیرت میں ڈال دیا۔

5. حضرت شجاع بن وهب:

حضرت شجاع بن وہب کو حارث بن شمر الفسانی جو کہ شام میں غسامہ کا بادشاہ تھا ان کی طرف روانہ کیا سفیر بنا کر لیکن اس بادشاہ نے اسلام قبول نہ کیا۔

6. حضرت سلیط بن عمر العاصری:

حضرت سلیط بن عمر العاصری کو ہجری کے آخر میں یمامہ کے بادشاہ ہوزہ بن علی الحنفی کی طرف بھیجا گیا۔ اس بادشاہ نے اسلام قبول کر لیا۔

7. حضرت علاء حضرمی:

حضرت علاء حضرمی بحرین کے بادشاہ مندر بن ساوی العبدی کی طرف 6 ہجری کے آخر میں بھیجے گئے۔ بحرین کے بادشاہ مندر بن ساوی نے اسلام قبول کر لیا۔

8. حضرت عمرو بن العاص:

حضرت عمر بن العاص القریشی کو عمان کے بادشاہ کے دو بیٹوں جعفر اور عبد کی طرف 8ہجری کے آخر میں مکتوب دے کر بھیجا گیا ان دونوں بھائیوں نے آپس میں مشورے کے بعد اسلام قبول کر لیا حضرت عمر بن العاص ماہر سیاست اور عالم دین تھے ان کے ذمے مذہبی کام اور جنگی اور سیاسی کام بھی لگائے جاتے تھے۔

بنیادی سوالات

س1: سفارت کاری کے معنی و مفہوم کیا ہوں گے ؟

س2: عہد نبوی میں بنیادی سفارتی اصول کیا تھے ؟

س3: ہادی عالم نے مختلف اقوام و قبائل کے ساتھ سفارت تعلقات استوار کرنے کے لیے کون سا طریقہ اختیار کیا؟

س4: عہدِ نبوی میں ڈپلومیسی کا تصور کیا تھا؟

نتائج:

1. عہدِ نبوی کی جو سفارتی حکمت عملی تھی وہ پر امن تھی جس کے ذریعے خارجی تعلقات قائم کیے گئے۔
2. آپ کے بنیادی اصول و مبادی جیسے سچ بولنا امانت داری عدل و انصاف تھے۔ آپ نے بحیثیت سفیر کبھی کسی کے ساتھ غلط بیانی نہیں کی اور نہ ہی کبھی کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔
3. نہ صرف مسلم قبائل کے ساتھ بلکہ غیر مسلم قبائل کے ساتھ تعلقات کی بنیاد رکھی۔
4. بین الاقوامی قوانین کی پاسداری کی گئی ہے۔
5. عہد نبوی میں پہلی بار ریاست مدینہ میں معاہدات خطوط فرامین تحریری شکل میں بادشاہوں کو بھیجے گئے جو بعد میں آنے والے حکمرانوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔

سفارشات:

- اسلام زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کرتا ہے اور ہر طرح کے حالات اور تبدیلیوں میں اپنی اہمیت ضرورت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ تمام امت مسلمہ کو زندگی کے تمام شعبوں میں اسلامی اصولوں کی پاسداری کرنی چاہیے۔
- ریاست کے اندرونی تعلقات ہوں یا بین الاقوامی تعلقات ہر حالت میں اسلام کے اصول مبادی کو مد نظر رکھا جائے۔
- اسلامی تعلیمات اسلامی کتب اور جدید میڈیا کے ذریعے سفارت کاری کے اصول مبادی کو معاشرے میں متعارف کرایا جائے۔
- سفیر کا تقرر کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہ اسلام کی بنیادی اصولوں سے اچھی طرح واقف ہو۔
- عہدِ نبوی اور خلفائے راشدین کے دور کے خطوط معاہدات اور صلح ناموں کو ایک مرتب شدہ کتب میں اکٹھا کیا جائے اور بین

الاقوامی تعلقات کی کتب میں شامل کیا جائے۔

حوالہ جات

---

[1] القرآن،208:2

[2] القرآن21:33

[3] حافظ محمد یونس،ڈاکٹر،رسول اللہ کے سفارتی تعلقات،(علوم شریعیہ پرنٹرز 1966)لاہور،ص6

[4] الراغب اصفہانی، حسین بن محمد،المفردات فی غریب القرآن، مطبع مدنی البانی الحلبی، 1961

[5] ابن منظور،ابوالفضل محمد بن مکرم،لسان العرب، مطبع دار البیروت،1955،ج4سفر

[6] TheShorterOxfordEglish,Dictioary.oxford clarendon,1959,vol(1A) D514 Diplomacy

[7] عطیہ اللہ،احمد،القاموس سیاسی، بیروت، ص644،س ن

[8] افریقی،ابن منظور،لسان العرب، سفر،20-25،دار المعارف، قاہرہ

[9] نقشبندی،ابوالعباس، کتاب الصبح الغشنی،المطبوعہ تالرہ،368/1333

[10] القرآن،128:4

[11] حمید اللہ ڈاکٹر، خطبات بہاولپور(ادارہ تحقیقات اسلامی،اسلام آباد،1995ء،)ص122

[12] The Encyclopedia of Islam, vol 11 (C-G) page, Art, Elni

[13] مجید عددی اسلام اور قانون جنگ وستان، مترجم،اعلام، سول اور اس338اکتب من الادب و1959)

[14] القرآن،106:2

[15] ابن عبدالبر،الاستعابنی، معارف الاصحاب(حیدرآباد، مطبع دار المعارف،انتظامیہ،1336ء)415:2

[16] شبلی نعمانی، علامہ،الفاروق،دار المصنفین، شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ199ء،30:1

[17] القرآن،1-2:74

[18] القرآن،125:16

[19] القرآن،94:15

[20] امام بخاری ومسلم، صحیح بخاری ومسلم، حدیث نمبر1، باب1

[21] القرآن،67:5

[22] القرآن،94:15

[23] ابن سعد، طبقات الکبریٰ،ج4،ص249

[24] ان حجر عسقلانی، شہاب الدین،الاصحابہ فی تمیز الصحابہ، مطبۃ السعادہ،، مصر1328،ج1،ص473

References

1. Quran, 2:208
2. Quran 33:21
3. Hafiz Muhammad Yunus, Dr., Diplomatic Relations of the Messenger of Allah (PBUH), (Uloom Sharia Printers 1966) Lahore, p. 6
4. Al-Raghib Isfahani, Hussain bin Muhammad, Al-Mufradat fi Gharib Al-Quran, Madani Al-Albani Al-Halabi Press, 1961
5. Ibn Manzoor, Abu al-Fadl Muhammad bin Makram, Lisan al-Arab, Dar al-Beirut Press, 1955, vol. 4 Travel
6. TheShorterOxfordEglish,Dictionary.oxford clarendon, 1959,vol(1A) D514 Diplomacy
7. Atiya Allah, Ahmad, Al-Qaamus Siasi, Beirut, p. 644, s n
8. Afrikari, Ibn Manzoor, Lisan al-Arab, Travel, 20-25, Dar al-Ma'arif, Cairo
9. Naqshbandi, Abu al-Abbas, Kitab al-Subh al-Ghasthani, Talrah Press, 1333/368
10. Quran, 4:128
11. Hamid Allah Dr., Khutbat Bahawalpur (Islamic Research Institute, Islamabad, 1995,) p. 122
12. The Encyclopedia of Islam, vol 11 (C-G) page, Art, Elni
13. Majid Adeedi Islam and the Law of War and Peace, translator, Aalam, Civil and Islamic Studies 338 Books from Literature and 1959)
14. The Quran, 2: 106
15. Ibn Abdul Bar, Al-Istaa Baghi, Ma'arif al-Ashab (Hyderabad, Dar al-Ma'arif Press, Administration, 1336)2: 415
16. Shibli Nomani, Allama, Al-Farooq, Dar al-Musannafinan, Shibli Academy Azamgarh 199, 1: 30
17. The Quran, 74: 2-1
18. The Quran, 16: 125
19. The Quran, 15: 94
20. Imam Bukhari and Muslim, Sahih Bukhari and Muslim, Hadith No. 1, Chapter 1
21. The Quran, 67: 5
22. The Quran, 94: 15
23. Ibn Sa'd , Tabaqat al-Kubra, Vol. 4, p. 249
24. In Hajar al-Asqalani, Shihab al-Din, Al-Ashabah fi Taamiz al-Sahaba, Mutabat al-Saada, Egypt 1328, Vol. 1, p. 473